تزکیۂ نفس کی اہمیت

قسط (۲)

مولانا حافظ سعد الرشید۔ ارشد۔ فاضل دار العلوم حقانیہ
ایم۔اے اسلامیات عربی آنرز۔ ایم۔اے عربی

۸۔ دعاء ہدایت :۔۔۔۔ حقیقت یہ ہے کہ نفس انسانی برے خیالات و خواہشات سے مرکب ہے۔ صرف پروردگار کی رحمت کے طفیل ہدایت و استقامت حاصل ہو سکتی ہے۔

اسی وجہ سے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہمیشہ طلب ہدایت کی دعا فرمایا کرتے تھے۔ تاکہ امتیوں کو تعلیم دے دیں۔ کہ ہدایت فضل ایزدی پر منحصر ہے۔ مقدور بھر کوشش کے بعد رحمتِ الٰہی پر بھروسہ کر لینا چاہیئے۔

خلاصہ یہ کہ تزکیۂ نفس کا بہترین طریقہ شریعت کے احکام پر عمل اور عبادات مثلاً نماز، روزہ، حج، اذکار مسنونہ۔ انفاق فی سبیل اللہ تعالیٰ، تلاوت، درود شریف، توبہ اور دعا وغیرہ کی کثرت ہے۔ لیکن اس کے لئے مضبوط ارادہ، استعانت الٰہی اور نیک صحبت نہایت ضروری ہے۔ ان کے بغیر حقیقی اور پائیدار کامیابی نہیں مل سکتی۔ شریعت ہی کے ذریعے سے تزکیۂ نفس ممکن ہے۔ اس لئے کہ شریعت اللہ تعالیٰ کی نازل کردہ ہے۔ وہی ذات پاک جو نفس کی تمام پیچیدگیوں سے بخوبی باخبر ہیں غرضیکہ تزکیۂ نفس ہر قسم کی کامیابی کے لئے شرطِ اوّلین ہے۔ خواہ وہ دنیوی مقاصد کی کامیابی ہو یا اخروی نصب العین کی۔ جو انسان اپنے خیالات، اپنے اقوال اور اپنے اعمال کو کنٹرول میں نہیں رکھ سکتا۔ وہ دنیا میں کوئی قابلِ تعریف یا قابلِ ذکر مقام حاصل نہیں کر سکتا۔ اسی طرح جو شخص خواہشات نفسانی کو اپنا خدا بنا لیتا ہے۔ اور شتر بے مہار بن کر اپنی ہر جائز و ناجائز خواہش کی تکمیل کو مقصد زندگی سمجھ لیتا ہے۔ وہ اخروی کامیابی سے بھی محروم رہتا ہے۔ اور دنیا میں بھی اپنے انجام بد سے نہیں بچ سکتا۔

یہ ایک مسلمہ حقیقت کہ اللہ تعالیٰ نے انسان کو نیک و بد کا علم دیا ہے۔ حق و باطل کو واضح

طور پر آشکارا فرما دیا ہے۔ نفس انسانی اگرچہ بدی پر اکساتا ہے۔ مگر جو لوگ ضبطِ نفس کے ذریعے بُری خواہشات کا مقابلہ کرتے ہوئے حق کا دامن تھام لیتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ ان کو انسانیت کے بلند مراتب پر ترقی عطا فرماتا ہے۔

لیکن اگر وہ دنیا کے فائدوں اور لذّتوں پر ایسے فریفتہ ہو جائیں، کہ نفس کے ناجائز خواہشات کا مقابلہ کرنے کی بجائے ان کے آگے سپر ڈال دیں، حرص وطمع اور شہوت وغضب کے دام میں ایسے پھنس جائیں کہ اپنے سب اونچے ارادوں اور اپنی عقلی واخلاقی ترقی کے سارے امکانات کو ختم کر دیں۔ تو وہ اسفل السافلین کو پہنچ جاتے ہیں۔ اور قرآن مجید کی تصریح کے مطابق وہ کتوں اور چوپائیوں بلکہ ان سے بھی بدتر قرار پاتے ہیں۔

ارشادِ باری تعالیٰ ہے: وَلَوْ شِئْنَا لَرَفَعْنٰهُ بِهَا وَلٰكِنَّهٗٓ اَخْلَدَ اِلَى الْاَرْضِ وَاتَّبَعَ هَوٰىهُ فَمَثَلُهٗ كَمَثَلِ الْكَلْبِ۔ الآیۃ۔ (الاعراف پ۹ ع ۲۲)

"یعنی اگر ہم چاہتے تو ان آیتوں کی بدولت اس کا رتبہ بلند کرتے۔ لیکن وہ تو زمین کا ہو رہا۔ اور اپنی خواہش کے پیچھے ہو لیا۔ تو اس کا حال کتّے کی طرح ہو گیا۔"

حضرت العلّامہ مولانا شبیر احمد عثمانی رحمۃ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

"یہاں ایسے ہوا پرستوں کا انجام بتلایا گیا ہے۔ جو حق کے قبول کرنے یا پوری طرح سمجھ لینے کے بعد محض دنیوی طمع اور سفلی خواہشات کی پیروی میں احکامِ الٰہیہ کو چھوڑ کر شیطان کے اشاروں پر چلنے لگیں۔ اور خداوندِ قدوس کے عہد و میثاق کی کچھ پروا نہ کریں۔"

(تفسیر عثمانی ص۲۱۱)

آگے ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

وَلَقَدْ ذَرَاْنَا لِجَهَنَّمَ كَثِیْرًا مِّنَ الْجِنِّ وَالْاِنْسِ ۔ لَهُمْ قُلُوْبٌ لَّا یَفْقَهُوْنَ بِهَا وَلَهُمْ اَعْیُنٌ لَّا یُبْصِرُوْنَ بِهَا وَلَهُمْ اٰذَانٌ لَّا یَسْمَعُوْنَ بِهَا ط اُولٰٓئِكَ كَالْاَنْعَامِ بَلْ هُمْ اَضَلُّ ط اُولٰٓئِكَ هُمُ الْغٰفِلُوْنَ۔ الآیۃ۔

(الاعراف پ۹ ع۲۲)

"یعنی دل، کان، آنکھ سب کچھ موجود ہیں۔ لیکن نہ دل سے "آیات اللہ تعالیٰ" میں غور کرتے ہیں نہ قدرت کے نشانات کا بنظرِ تعمق و اعتبار مطالعہ کرتے ہیں اور نہ خدائی باتوں کو بسمعِ قبول سنتے ہیں۔ جس طرح چوپائے جانوروں کے تمام ادراکات صرف کھانے پینے اور بہیمی جذبات کے دائرہ میں محدود

ہوتے رہیں۔ یہی حال ان کا ہے۔ کہ دل و دماغ۔ ہاتھ۔ پاؤں، کان، آنکھ غرض خدا کی دی ہوئی سب قوتیں محض دنیوی لذائذ اور مادی خواہشات کی تحصیل و تکمیل کے لئے وقف ہیں۔ انسانی کمالات اور ملکوتی خصال کے اکتساب سے کوئی سروکار نہیں بلکہ غور کیا جائے۔ تو ان کا حال ایک طرح چوپائے جانوروں سے بھی بدتر ہے۔ جانور مالک کے بلانے پر چلا آتا ہے۔ اس کے ڈانٹنے سے رک جاتا ہے۔ یہ کبھی مالک حقیقی کی آواز پر کان نہیں دھرتے پھر جانور اپنے فطری قوٰی سے وہ ہی کام لیتے ہیں، جو قدرت نے ان کے لئے مقرر کر دیا ہے۔ زیادہ کی ان میں استعداد ہی نہیں، لیکن ان لوگوں میں روحانی و عرفانی ترقیات کی جو فطری قوّت و استعداد ودیعت کی گئی تھی۔ اُسے مہلک غفلت اور بے راہ روی سے خود اپنے ہاتھوں ضائع اور معطل کر دیا گیا۔

(تفسیر عثمانی صفحہ ۲۰۲)

تزکیۂ نفس ایک مسلسل عمل ہے۔ اور ساری زندگی اس کی ضرورت رہتی ہے۔ زندگی کے کسی بھی سٹیج پر اس سے غفلت برتی جائے۔ تو سارے کئے کرائے پر پانی پھیر جاتا ہے۔ گناہ سے نفس زنگ آلود ہوتا ہے۔ تزکیۂ کے ذریعے اسے متواتر پاک و صاف کر کے اس کو نشو و نما دی جاتی ہے۔ انسان کا حقیقی تزکیہ ہو جائے تو اس کی پوری زندگی کی کایا پلٹ جاتی ہے۔ اس کے خیالات، احساسات، جذبات، تعلقات، معاملات، عبادات، غرضیکہ روز و شب کے تمام معمولات صحیح ہو جاتے ہیں۔ اور وہ ہدایاتِ الٰہی کے مطابق عمل پیرا ہو جاتا ہے۔

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو خالق حقیقی کی طرف سے حکم ملتا ہے۔ : وَثِيَابَكَ فَطَهِّرْ وَالرُّجْزَ فَاهْجُرْ۔ الآیۃ۔ (المدثر پ۲۹ ع۱) یعنی کہ مخلوق کو اللہ تبارک و تعالیٰ کی طرف بلائیں۔ تاکہ وہ احکام الٰہی کو سمجھ کر عملی جامہ پہنا دیں۔

بعض علماء نے کپڑوں کے پاک رکھنے سے نفس کا بُرے اخلاق سے پاک رکھنا مراد لیا ہے اور گندگی سے دور رہنے کے معنی یہ لئے ہیں۔ کہ بتوں کی گندگی سے دور رہئے۔ جیسے اب تک دور ہیں۔ بہر حال آیت ہذا میں طہارت ظاہری و باطنی کی تاکید مقصود ہے۔ کیونکہ اس کے بغیر اللہ تعالیٰ کی بڑائی کما حقہ دلنشین نہیں ہو سکتی۔ (تفسیر عثمانی صفحہ ۹۰۵)

اہل بیت کے بارے میں ارشاد باری تعالیٰ ہے : إِنَّمَا يُرِيدُ اللَّهُ لِيُذْهِبَ عَنكُمُ الرِّجْسَ أَهْلَ الْبَيْتِ وَيُطَهِّرَكُمْ تَطْهِيرًا۔ الآیۃ۔ (الاحزاب۔ پ۲۲ ع۴)

مقصد یہ کہ اللہ تعالیٰ کا ارادہ یہ ہے۔ کہ پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے گھر والوں کو معصیت و نافرمانی کی آلودگی سے دور رکھے اور ان کو ظاہراً و باطناً عقیدۃً و عملاً و خلقاً بالکل پاک و صاف

رکھے۔ ان کے رتبہ کے موافق ایسی قلبی صفائی اور اخلاقی ستھرائی عطا فرمائے۔ جو دوسروں سے ممتاز اور فائق ہو۔ یہاں تطہیر سے مراد تہذیبِ نفس، تصفیۂ قلب اور تزکیۂ باطن کا وہ اعلیٰ مرتبہ ہے۔ جو کامل اولیاء اللہ کو حاصل ہوتا ہے۔ اور جس کے حصول کے بعد وہ انبیاء کرام علیہم الصلوٰۃ والسلام کیطرح معصوم تو نہیں بن جاتے ہاں محفوظ کہلاتے ہیں۔ (تفسیر عثمانی ص۵۴۲)

عام مسلمانوں کے بارے میں ارشاد فرمایا:

مَنْ خَشِيَ الرَّحْمٰنَ بِالْغَيْبِ وَجَاءَ بِقَلْبٍ مُّنِيبٍ ۝ ادْخُلُوهَا بِسَلَامٍ ذٰلِكَ يَوْمُ الْخُلُودِ۔ الآیۃ۔ (قٓ۔ پ۲۶۔ ع۳)

جن لوگوں نے دنیا میں خداوند قدوس کو یاد رکھا۔ اور گناہوں سے محفوظ ہو کر اس کیطرف رجوع ہوئے۔ اور بے دیکھے اس کے قہر و جلال سے ڈرے اور ایک پاک و صاف رجوع والا دل لے کر حاضر ہو جائے۔ اس جنت کا وعدہ ایسے لوگوں سے کیا گیا تھا۔

یہ حقیقت بھی اظہر من الشمس ہے۔ کہ اللہ تعالیٰ کی ذات عالم الغیب والشہادۃ ہے۔ پوشیدہ اور مخفی رازوں سے واقف ہیں۔ اس لئے بندوں کو حکم دیا گیا: فَلَا تُزَكُّوا أَنفُسَكُمْ هُوَ أَعْلَمُ بِمَنِ اتَّقَىٰ۔ الآیۃ۔ (النجم۔ پ۲۷۔ ع۲) یعنی کہ اپنی تعریفیں کرنے میں وقت ضائع نہ کریں۔ وہی ذات پاک سب کی بزرگی اور پاکبازی کو خوب جانتا ہے۔

مزید برآں ارشاد فرمایا: (i) قَدْ أَفْلَحَ مَن زَكَّاهَا وَقَدْ خَابَ مَن دَسَّاهَا۔ الآیۃ۔ (ii) قَدْ أَفْلَحَ مَن تَزَكَّىٰ۔ الآیۃ۔ (الاعلیٰ۔ پ۳۰) (iii) وَمَن يَأْتِهِ مُؤْمِنًا قَدْ عَمِلَ الصَّالِحَاتِ فَأُولَٰئِكَ لَهُمُ الدَّرَجَاتُ الْعُلَىٰ۔ جَنَّاتُ عَدْنٍ تَجْرِي مِن تَحْتِهَا الْأَنْهَارُ خَالِدِينَ فِيهَا ۚ وَذَٰلِكَ جَزَاءُ مَن تَزَكَّىٰ۔ الآیۃ۔ (طٰہٰ۔ پ۱۶۔ ع۳)

مذکورہ بالا آیاتِ کریمہ کا مقصد اس بات کی وضاحت کرنا ہے۔ کہ جو شخص ظاہری و باطنی حسی و معنوی نجاستوں سے پاک ہوا۔ اور اللہ تبارک و تعالیٰ کی رضامندی اور خوشنودی حاصل کرنے کے لئے اپنے قلب و قالب کو عقائدِ صحیحہ، اخلاقِ فاضلہ، اور اعمالِ صالحہ سے آراستہ کیا۔ اس نے نجات اور فلاح پائی اور دنیا و آخرت میں کامیاب ہو گیا۔ اس کے لئے یہی قابلِ رشک مقامات اور قابلِ صد مبارکباد اور انعام ہیں ——

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان ہے۔ کہ جس نے اپنے نفس کو پاک کر دیا یعنی اطاعتِ رب میں لگا رہا، نیک اعمال اور رذیل اخلاق چھوڑ دئے، وہ بامراد ہوا۔ (تفسیر ابن کثیر ص۶۵۵۔ پ۳۰)